# خطبہ جمعہ

## خدا تعالیٰ نے اس وقت ایک صادق کو بھیج کر چاہا ہے کہ ایسی جماعت تیار کرے جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرے

## سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْم ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّد

## کی دعا تہجد اور نوافل میں کثرت سے پڑھنے کی تاکید


خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
فرمودہ ۱۹ر نومبر ۱۹۹۹ء بمطابق ۱۹ر نبوت ۱۳۷۸ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)



(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)


أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم۔

الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔

اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

﴿يٰاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوْااللّٰهَ وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾۔

(سورة المائدہ آیت ۳۶)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اس کے قرب کا وسیلہ ڈھونڈو اور اسی کی راہ میں جہاد کرو تاکہ تم کامیاب ہو۔

اسی آیت کے تعلق میں میں کچھ احادیث نبوی بیان کروں گا اور اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات۔ یہ مضمون گزشتہ دو تین خطبات سے جاری ہے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ اس خطبے میں اس مضمون کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں کامیاب ہو سکوں گا۔ انشاء اللہ۔

پہلی حدیث ترمذی کتاب صفة القيامة و الرقائق والورع سے لی گئی ہے۔ سهل بن معاذ بن انس الجُهَنی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جس نے اللہ کی خاطر (کچھ) دیا اور اللہ کی خاطر ہی روکا اور اللہ کی خاطر محبت کی اور اللہ کی خاطر دشمنی کی اور اللہ کی خاطر کسی کا نکاح کروایا تو اُس نے اپنے ایمان کو مکمل کر لیا۔

پہلی دو باتیں تو واضح ہیں لیکن اس طرف میں خصوصاً توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یہ جو ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ کی خاطر کسی کا نکاح کروایا یہ اس وقت جماعت کی اشد ترین ضرورت ہے کہ بچیوں کے نکاح کروائے جائیں اور اس نکاح نہ کروانے میں کئی قسم کی معاشرتی خرابیاں بھی حائل ہیں۔ بعض ماں باپ خود حائل ہو جاتے ہیں کیونکہ اپنی بچی کی کمائی سے وہ دوسرے بچوں کی پرورش کرنا چاہتے ہیں اور نکاح نہ کروانے کے ذمہ دار وہ خود ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح اور بھی بہت سی ایسی مجبوریاں ہیں جن کی وجہ سے بچیاں دیر تک بیٹھی رہ جاتی ہیں اور خصوصاً ایسے ممالک میں جہاں نسبتاً رشتے کم ملتے ہیں، کفو کم ملتا ہے وہاں بہت دقتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

تو اللہ کی خاطر نکاح کروائیں یہ ایک بہت نیکی کا کام ہے۔ اور آپ کو بھی دلی تسکین ہو گی اس بات سے کہ کسی بچی کی شادی میں آپ ذریعہ بن گئے ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جب بچیوں کی شادی کا ذریعہ بنائے تو اسی کے ساتھ ہی میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو آپ کے لئے وسیلہ بنا دے۔

دوسری حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کہے گا میری عظمت کی وجہ سے آپس میں محبت کرنے والے کہاں ہیں؟ آج میں اُنہیں اپنے سایہ میں جگہ دوں گا جس دن میرے سایہ کے علاوہ کوئی اَور سایہ نہیں ہو گا۔ (مشکوٰۃ۔ کتاب الادب۔ باب الحب فی اللہ و من اللہ)۔

اس حدیث میں یہ ذکر ضروری ہے کہ خدا کا سایہ تو ہوتا ہی کوئی نہیں۔ ماں باپ کا سایہ بھی ایک محاورہ ہے۔ یہ مراد تو نہیں کہ فلاں شخص اپنے ماں باپ کے سائے سے محروم رہ گیا کہ وہ ہمیشہ ماں باپ کے سایہ میں چلا کرتا تھا۔ یہ محاورہ ہوتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ اس کے اوپر خدا تعالیٰ کی رحمت کا سایہ ہے۔ خدا کے سایہ سے مراد محض رحمت کا سایہ ہے تو دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے کہ قیامت کے دن جب کوئی اور سایہ نہیں ہو گا، صرف اللہ کا سایہ ہو گا، اللہ کی رحمت کا سایہ ہمیں ڈھانپ لے۔

"حضرت سهل بن سعد الساعدی بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں کہ جب مَیں اُسے بجا لاؤں تو اللہ بھی مجھ سے محبت کرے اور لوگ بھی محبت کریں"۔ اب ان دونوں باتوں کا ایک ہی جواب ہے۔ "آپؐ نے فرمایا کہ دُنیا سے بے اعتناء ہو جا تو اللہ تجھ سے محبت کرنے لگے گا اور جو کچھ لُوگوں کے پاس ہے اس سے بے اعتناء ہو جا تو وہ تجھ سے محبت کرنے لگیں گے"۔ (سنن ابن ماجه كتاب الزهد)۔ یہ بہت ہی پیارا اور پُر حکمت جواب ہے یعنی پُر حکمت تو ساری باتیں ہوا کرتی ہیں مگر بعض دفعہ بعض باتوں کو کھولنا پڑتا ہے۔

دنیا سے بے اعتناء ہو جا۔ دنیا کی خواہش ترک کر دے تو اللہ تجھ سے محبت کرنے لگے گا۔ اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے بے اعتناء ہو جاؤ تو وہ تم سے محبت کرنے لگیں گے۔ پہلے تھا اللہ تجھ سے محبت کرے گا۔ دنیا سے بے اعتناء ہو جاؤ تو اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا اور دنیا کی دولتوں سے بے پرواہ ہو کر سب کچھ خدا کے لئے حاضر کر دو تو اللہ کو تجھ سے محبت ہو جائے گی اور یہی حال بنی نوع انسان کا ہے۔ اگر ان کے مال میں تمہیں کوئی حرص نہ رہے تو وہ تجھ سے محبت کریں گے یہ طبعی اور قدرتی بات ہے۔ تو کسی کے اموال پر نظر نہ رکھنا اور دنیا کے اموال کو آنی جانی سمجھنا اور خدا کی خاطر دُنیا کے مال کو ترجیح نہ دینا یہ اس حدیث کا مرکزی نکتہ ہے۔

"ابو موسیٰ اشعری رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو اپنی دنیا سے محبت کرتا ہے وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچاتا ہے اور جو اپنی آخرت سے محبت کرتا ہے وہ اپنی دنیا کو نقصان پہنچاتا ہے"۔ یہ ایکوئیشن (Equation) بالکل واضح اور کھلی کھلی ہے۔ جو دنیا سے محبت کرتا ہے وہ آخرت کے بدلے دنیا سے محبت کرتا ہے اور اس کے نتیجہ میں آخرت کا کچھ نہ کچھ نقصان ضرور ہوتا ہے اور جو آخرت سے محبت کرتا ہے یہ ہو نہیں سکتا کہ دنیا کا نقصان برداشت نہ کرنا پڑے۔ تو یہ باتیں ایسی ہیں جو بہت یاد رکھنے والی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ آخر پر یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ "پس تم باقی رہنے والی کو فنا ہو جانے والی پر ترجیح دو۔ (مسند احمد بن حنبل مسند الكوفيين)۔ دنیا نے تو فنا ہو جانا ہے، سب نے مر جانا ہے، سب کچھ ختم ہو جائے گا مگر ایک اللہ کی وجہ باقی رہے گی یعنی اللہ کی رضا باقی رہ جائے گی اس لئے فانی چیزوں سے محبت کا کوئی فائدہ نہیں۔

بخاری کتاب الایمان میں یہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو کلمات ایسے ہیں جو زبان پر بہت ہلکے ہیں، میزان میں بہت وزنی ہیں (اور) رحمٰن کے نزدیک بہت پیارے ہیں۔ (وہ کلمات یہ ہیں) "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْم"۔ (بخاری كتاب الايمان والنذر)۔ ان کلمات کے ساتھ ایک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا بھی وابستہ ہے اور اگر اس کو آپ حرزِ جان بنا لیں تو جن کو تہجد کی توفیق ہے وہ ضرور لازماً ہر تہجد میں یہ دعا کیا کریں کیونکہ یہ دنیا اور آخرت میں اپنی مرادیں مانگنے کے لئے نہایت ضروری دعا ہے۔ اس کے بغیر رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم وسیلہ نہیں بن سکتے اور اس کے بغیر دنیا اور آخرت کی منافعات سے آپ محروم رہ جائیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی حدیث کے ذکر میں یہ واقعہ بیان فرماتے ہیں "ایک مرتبہ میں سخت بیمار ہوا یہاں تک کہ تین مختلف وقتوں میں میرے وارثوں نے میرا آخری وقت سمجھ کر مسنون طریقہ پر مجھے تین مرتبہ سورۂ یٰسین سنائی۔ جب تیسری مرتبہ سورۂ یٰسین سنائی گئی تو میں دیکھتا تھا کہ بعض عزیز میرے جواب وہ دنیا سے گزر بھی گئے دیواروں کے پیچھے بے اختیار روتے تھے۔ اور مجھے ایک سخت قسم کا قولنج تھا اور بار بار دمبدم حاجت ہو کر خون آتا تھا۔ سولہ دن برابر ایسی حالت رہی اور اسی بیماری میں میرے ساتھ ایک اور شخص بیمار ہوا تھا وہ آٹھویں دن راہی ملک بقاء ہو گیا حالانکہ اس کے مرض کی شدت ایسی نہ تھی جیسی میری۔

جب بیماری کو سولہواں دن چڑھا تو اس دن بکلی حالتِ یاس ظاہر ہو کر تیسری مرتبہ مجھے سورہ یٰسین سنائی گئی اور تمام عزیزوں کے دل میں یہ پختہ یقین تھا کہ آج شام تک یہ قبر میں ہو گا۔ تب ایسا ہوا کہ جس

طرح خدا تعالیٰ نے مصائب سے نجات پانے کے لئے بعض اپنے نبیوں کو دعائیں سکھلائی تھیں مجھے بھی خدا نے الہام کر کے ایک دعا سکھلائی اور وہ یہ ہے" سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْم. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ". (الہام ۱۸۸۰ء۔ تذکرہ صفحہ ۳۲،۳۱۔ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

تو میں تو اس دعا کو ہمیشہ وردِ جان بناتا ہوں۔ آپ سب کو بھی میری یہ نصیحت ہے کہ جن کو تہجد کی توفیق ہے وہ ضرور یہ دعا پڑھا کریں اور اس میں ایک خاص بات یہ ہے کہ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ نہیں وَاٰلِ مُحَمَّدٍ یعنی آل محمد کو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے ملا دیا ہے اور بیچ میں عَلٰی کا صلہ بھی اڑا دیا گیا ہے۔ تو اس دعا کو جن کو توفیق ہو وہ تہجد میں پڑھا کریں اور جن کو تہجد میں اٹھنے کی توفیق نہیں وہ اپنے نوافل میں اس دعا کو باقاعدگی سے یاد رکھیں۔

بخاری کتاب التفسیر میں سورہ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ کے بیان میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سورۃ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ نازل ہونے کے بعد جب بھی آپؐ نماز پڑھتے تو اس میں ضرور یہ دعا مانگتے۔ اے ہمارے پروردگار تو پاک ہے ہم تیری حمد کرتے ہیں۔ اے میرے اللہ تو مجھے بخش دے"۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنے لئے ہمیشہ جمع کا صیغہ اس لئے استعمال کیا کرتے تھے کہ ساری امت کو شامل رکھیں۔ یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا امت پہ بڑا بھاری احسان ہے کہ اپنے آپ کو مجھے معاف کر دے کی بجائے یہ عرض کیا کرتے تھے کہ ہمیں معاف کر دے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی یہ زندۂ جاوید اور جاری وساری دعا ہے اور آپؐ کا فیض ہمیں پہنچتا ہے اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم بار بار رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود بھیجیں سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْم. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ۔

ابو داؤد کتاب الادب باب فی قبلة الجسد میں یہ حدیث درج ہے۔ "حضرت اسید بن حضیر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارہ میں روایت ہے کہ وہ بڑے بامذاق آدمی تھے"۔ بہت طبیعت مزاح والی تھی اور بعض دفعہ زیادہ مزاح کرنے سے دل پہ داغ بھی لگ جایا کرتا ہے اس لئے ہر وقت مذاق کرنے کی عادت اچھی نہیں ہے مگر وہ بہر حال ایسا مذاق تو نہیں کیا کرتے ہونگے کہ لوگوں کے دل دکھیں۔ اچھے مذاق ہی کیا کرتے تھے مگر مذاق بہت کرتے تھے۔ اس پر ایک دفعہ ان کے بارہ میں روایت ہے کہ "ایک دن لوگوں میں بیٹھے ہنسی مذاق کی باتیں کر رہے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ان کے پہلو میں چھڑی چھوئی"۔ کچھ تو اس لئے کہ اتنا زیادہ بھی نہیں مذاق کیا کرتے۔ کچھ اس خیال سے بھی شاید کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم آگئے ہیں اب ادب کا تقاضا ہے کہ خاموش ہو جاؤ۔

تو بہر حال آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے کسی بھی حسن نیت سے چھڑی چھوئی۔ "اس پر وہ کہنے لگے حضور میں نے تو بدلہ لینا ہے۔ حضور نے فرمایا اچھا آؤ اور بدلہ لے لو۔ اس پر وہ کہنے لگے حضور آپؐ نے تو قمیص پہنی ہوئی ہے اور میں تو ننگے بدن ہوں۔ اس پر حضور نے بدلہ دینے کے لئے اپنی قمیص کو اوپر اٹھایا۔ یہ دیکھ کر اسید بن حضیر حضور سے لپٹ گئے اور جسد مبارک کے بوسے پر بوسے لینے لگے اور کہنے لگے حضور! میرا تو یہ مقصد تھا"۔ میں نے تو مرنے سے پہلے آپ کے جسم سے اپنے جسم کو ملنا تھا اور آپ کے جسد مطہر کے بوسے لینے تھے۔

اب ان احادیث کے بعد میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض اقتباسات آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

"خدا تعالیٰ نے اس وقت ایک صادق کو بھیج کر چاہا ہے کہ ایسی جماعت تیار کرے جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرے"۔ حقیقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام صادق نہ ہوتے تو کبھی ایسی جماعت تیار نہیں کر سکتے تھے۔ بچپن سے آپ کو سچائی سے عشق تھا، سچائی کے مقابل پر ہر بڑی سے بڑی قربانی دیا کرتے تھے۔ اپنے ماں باپ کے خلاف بھی گواہی دینی ہو تو گواہی دیتے تھے، اپنے بھائیوں کے خلاف گواہی دینی ہو تو گواہی دیتے تھے۔ کبھی ساری زندگی آپ نے غلط گواہی نہیں دی اور ایسا ہی وجود ہے جو لوگوں کی اصلاح کے لئے ضروری ہے۔ جو سچائی پر قائم نہ ہو، جو مرد صادق نہ ہو وہ لوگوں کی اصلاح کیسے کر سکتا ہے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "خدا تعالیٰ نے اس وقت ایک صادق کو بھیج کر چاہا ہے کہ ایسی جماعت تیار کرے جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرے۔ میں دیکھتا ہوں کہ بعض کچے لوگ داخل ہو جاتے ہیں اور پھر ذرا سی دھمکی ملتی ہے اور لوگ ڈراتے ہیں تو پھر خط لکھ دیتے ہیں کہ کچھ تقیہ کر لیا ہے۔ بتاؤ انبیاء علیہم السلام اس قسم کے تقیہ کیا کرتے ہیں؟۔ کبھی نہیں۔ وہ دلیر ہوتے ہیں اور انہیں کسی مصیبت اور دکھ کی پرواہ نہیں ہوتی۔ وہ جو کچھ لے کر آتے ہیں اسے چھپا نہیں سکتے۔ خواہ ایک شخص بھی دنیا میں ان کا ساتھی نہ ہو وہ دنیا سے پیار نہیں کرتے۔ ان کا محبوب ایک ہی خدا ہوتا ہے۔ وہ اس راہ میں ایک مرتبہ نہیں ہزار مرتبہ قتل ہوں اس کو پسند کرتے ہیں۔ اس سے سمجھ لو کہ اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچے تعلق کا مزا اور لطف نہیں تو پھر یہ گروہ کیوں مصائب اٹھاتے ہیں؟ آنحضرت ﷺ کے حالات کو پڑھو کہ کفار نے کس قدر دکھ آپ کو دئے، آپؐ کے قتل کا منصوبہ کیا گیا۔ طائف میں گئے تو وہاں سے خون آلود ہو کر پھرے۔ آخر مکہ سے نکلنا پڑا۔ مگر وہ بات جو دل میں تھی اور جس کے لئے آپؐ مبعوث ہوئے تھے اسے ایک آن کے لئے بھی نہ چھوڑا۔

یہ مصائب اور تکالیف کبھی برداشت نہیں ہو سکتیں جب تک اندرونی کشش نہ ہو۔ ایک غریب انسان کے لئے دو چار دشمن بھی ہوں وہ تنگ آ جاتا ہے اور آخر صلح کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ مگر وہ جس کا سارا جہان دشمن ہو وہ کیونکر اس بوجھ کو برداشت کرے گا اگر قوی تعلق نہ ہو۔ عقل اس کو قبول نہیں کرتی۔ مختصر یہ کہ خدا تعالیٰ کی محبت کی لذت ساری لذتوں سے بڑھ کر ترازو میں ثابت ہوتی ہے۔ پس وہ لذات جو بہشت میں ملیں گی یہ وہی لذتیں ہیں جو پہلے اٹھا چکے ہیں اور وہی ان کو سمجھتے ہیں جو پہلے اٹھا چکے ہیں"۔

(ملفوظات جلد چہارم، جدید ایڈیشن۔ صفحہ ۲۰۲، ۲۰۳)

پس یہ خیال کہ جنت میں جا کر ہم خدا سے محبت کریں گے یا خدا کی محبت کی وجہ سے جنت میں جائیں گے یہ رومانی فرضی باتیں ہیں۔ جب تک اس دنیا میں اس محبت کا مزہ نہ کوئی چکھ لے اس کو آخرت کی محبت یا آخرت کی جنت کی کوئی امید نہیں رکھنی چاہئے۔ ہاں اللہ مالک ہے۔ وہ جو چاہے فیصلہ کرے مگر بظاہر یہی اصول دکھائی دیتا ہے۔

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "مدار نجات صرف یہی امر ہے کہ سچا تقویٰ اور خدا کی خوشنودی اور خالق کی عبادت کا حق ادا کیا جاوے۔ الہامات اور مکاشفات کی خواہش کرنا کمزوری ہے۔ مرنے کے وقت جو چیز انسان کی لذت دہ ہوگی وہ صرف خدا تعالیٰ کی محبت اور اس سے صفائی معاملہ اور آگے بھیجے ہوئے اعمال ہونگے جو ایمان صادق اور ذاتی محبت سے صادر ہوئے ہونگے۔ مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ" جو بھی اللہ کا ہو اللہ اسی کا ہو جاتا ہے۔ "اصل میں جو عاشق ہوتا ہے آخر کار ترقی کرتے کرتے وہ معشوق بن جاتا ہے کیونکہ جب کوئی کسی سے محبت کرتا ہے تو اس کی توجہ بھی اس کی طرف پھرتی ہے"۔

اس ضمن میں ایک مشہور شعر ہے یہ میں اپنی طرف سے بیچ میں ملا رہا ہوں، مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر میں نہیں ہے کہ ۔

عشق اوّل دردل معشوق پیدا می شود تانہ سوزد شمع کے پروانہ شیدا می شود

کہ عشق پہلے معشوق کے دل میں سلگتا ہے۔ اگر شمع کی لو روشن نہ ہوتی تو پروانہ اس میں جلنے کے لئے تیار نہ ہوتا۔ تو پہلے شمع جلتی ہے تو پھر پروانہ جلتا ہے۔ اسی طرح جن کو محبت ہو جائے ان کی محبت کے اثر سے ان کا معشوق ان کا عاشق ہو جاتا ہے۔ "آخر کار ہوتے ہوتے کشش سے وہ اس سے محبت کرنے لگتا ہے اور عاشق، معشوق کا معشوق بن جاتا ہے۔ جب جسمانی اور مجازی عشق و محبت کا یہ حال ہے کہ ایک معشوق اپنے عاشق کا عاشق ہو جاتا ہے تو کیا روحانی زندگی میں جو اس سے زیادہ کامل ہے ایسا ممکن نہیں کہ جو خدا سے محبت کرنے والا ہو آخر کار خدا اس سے محبت کرنے لگے اور وہ خدا کا محبوب بن جاوے"۔

(ملفوظات جلد سوم، جدید ایڈیشن، صفحہ ۱۳۵)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں اور یہ وہ تحریر ہے جسے ہزار دفعہ بھی پڑھیں تو کبھی پرانی نہیں ہوتی۔ یہ ایسی زندہ تحریر ہے کہ جس کے متعلق میں یقین کے ساتھ بلاشبہ کہتا ہوں کہ آئندہ ساری نسلیں قیامت تک یہ تحریر پڑھیں گی تو ان کو یہ تحریر اس وقت بھی اسی طرح زندہ اور پائندہ دکھائی دے گی جیسے آج ہمیں دکھائی دے رہی ہے۔ فرماتے ہیں:

"ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ مَیں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔ کس دف سے بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سُن لیں اور کس دوا سے مَیں علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں؟"۔ (کشتی نوح صفحہ ۳۰)

(گرم پانی کا گھونٹ پیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا" میں ضرورت تو محسوس نہیں کر رہا مگر پینا ضروری ہو گیا ہے۔ لوگوں کا اصرار بہت ہے مگر ضرورت سے زیادہ اپنے نمبر بنانے کے لئے مجھے خط بھی زیادہ لکھتے ہیں بہت مزہ آیا آپ کے پانی پینے کا۔ پانی پینا تو گلے کی خشکی دور کرنے کے لئے ہوتا ہے اس میں مزہ کس بات کا آ رہا ہے آپ کو۔ اس لئے لکھنا چھوڑ دیں پلیز۔ میں جب پانی کی ضرورت ہوگی آپ ہی پی لیا کروں گا۔ تو اس وجہ سے اپنے نمبر بنانے بند کر دیں۔ جزاکم اللہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "ہمارے خدا میں بے شمار عجائبات ہیں مگر وہی دیکھتے ہیں جو صدق اور وفا سے اُس کے ہو گئے ہیں۔ وہ غیروں پر جو اس کی قدرت پر یقین نہیں رکھتے اور اس کے صادق و وفادار نہیں ہیں، وہ عجائبات ظاہر نہیں کرتا۔ کیا بدبخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اُس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے"۔ (کشتی نوح صفحہ ۱۹۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۲۱)۔

یہ جو خدا تعالیٰ کا ہر چیز پر قادر ہونا ہے اس پر یقین کامل انسان کو تمام مراتب بخش سکتا ہے پس جتنا بھی

غور کریں آپ کو سمجھ آئے گی کہ اللہ کو قادر سمجھنا بہت ضروری ہے۔

"اس قادر اور سچے اور کامل خدا کو ہماری رُوح اور ہمارا ذرّہ ذرّہ وجود کا سجدہ کرتا ہے جس کے ہاتھ سے ہر ایک رُوح اور ہر ایک ذرّہ مخلوقات کا مع اپنی تمام قویٰ کے ظہور پذیر ہوا"۔ یہاں ذرہ ذرہ سجدہ کرنے والا مضمون ہے یہ جن دلوں پہ یہ کیفیت طاری ہو ان ہی کو اندازہ ہو سکتا ہے کہ بعض دفعہ سجدہ میں ایسی کیفیت ہوتی ہے کہ جیسے ساری کائنات خدا کے حضور جھک گئی ہے اور ذرہ ذرہ اپنے وجود کا نہیں گویا ساری کائنات کا وجود سجدہ ریز ہے۔ پس فرماتے ہیں اس کے بعد۔ "ہر ایک ذرہ مخلوقات کا مع اپنی تمام قویٰ کے ظہور پذیر ہوا"۔ تو ہر ذرہ مخلوقات کا جس سے ظہور پذیر ہوا وہ ہر ایک ذرہ اسی کو سجدہ کرتا ہوگا۔ اسی سے میں نے یہ مضمون نکالا ہے کہ اس وقت محسوس ہوتا ہے کہ ساری کائنات اللہ کے حضور سجدہ ریز ہے۔

"اور جس کے وجود سے ہر ایک وجود قائم ہے۔ اور کوئی چیز نہ اس کے علم سے باہر ہے اور نہ اس کے تصرف سے، نہ اس کے خَلق سے۔ اور ہزاروں درود اور سلام اور رحمتیں اور برکتیں اس پاک نبی محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل ہوں جس کے ذریعہ ہم نے وہ زندہ خدا پایا جو آپ کلام کر کے اپنی ہستی کا آپ ہمیں نشان دیتا ہے۔ اور آپ فوق العادت نشان دکھلا کر اپنی قدیم اور کامل طاقتوں اور قوتوں کا ہم کو چمکنے والا چہرہ دکھاتا ہے۔ سو ہم نے ایسے رسول کو پایا جس نے خدا کو ہمیں دکھلایا۔ اور ایسے خدا کو پایا جس نے اپنی کامل طاقت سے ہر ایک چیز کو بنایا۔ اس کی قدرت کیا ہی عظمت اپنے اندر رکھتی ہے جس کے بغیر کسی چیز نے نقش وجود نہیں پکڑا۔ اور جس کے سہارے کے بغیر کوئی چیز قائم نہیں رہ سکتی۔ وہ ہمارا سچا خدا بے شمار برکتوں والا ہے اور بے شمار قدرتوں والا اور بے شمار حسن والا، احسان والا، اس کے سوا کوئی اَور خدا نہیں"۔

(نسیم دعوت صفحہ ۳ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۳۶۳)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "وہ پاک زندگی جو گناہ سے بچ کر ملتی ہے وہ ایک لعلِ تاباں ہے جو کسی کے پاس نہیں"۔ لعل ایک ہیرے کی قسم ہے جو سرخ رنگ کا ہوتا ہے۔ "وہ پاک زندگی جو گناہ سے بچ کر ملتی ہے وہ ایک لعلِ تاباں ہے جو کسی کے پاس نہیں۔ ہاں خدا تعالیٰ نے وہ لعلِ تاباں مجھے دیا ہے اور مجھے اُس نے مامور کیا ہے کہ مَیں دنیا کو اس لعلِ تاباں کے حصول کی راہ بتادوں۔ اس راہ پر چل کر مَیں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ ہر ایک شخص یقیناً یقیناً اس کو حاصل کر لے گا اور وہ ذریعہ اور وہ راہ جس سے یہ ملتا ہے ایک ہی ہے جس کو خدا کی سچی معرفت کہتے ہیں۔ در حقیقت یہ مسئلہ بڑا مشکل اور نازک مسئلہ ہے کیونکہ ایک مشکل امر پر موقوف ہے"۔

اب اللہ تعالیٰ کی محبت بظاہر تو لوگ آسان سمجھتے ہیں مگر اس کے درمیان ایک ایسا مسئلہ حائل ہے جو حضرت مسیح موعودؑ نے تجربہ سے محسوس کیا ہے۔ "فلاسفر جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا ہے آسمان اور زمین کو دیکھ کر اور دوسرے مصنوعات کی ترتیب ابلغ و محکم پر نظر کر کے صرف اتنا بتاتا ہے کہ کوئی صانع ہونا چاہئے"۔ یہ قرآن کریم کی مختلف آیات میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ ذکر موجود ہے کہ کائنات پر غور کرو تمہیں سمجھ آئے گی کہ اس کا بنانے والا کوئی ہونا چاہئے۔ مگر چاہئے تک رہ جاتا ہے معاملہ۔ مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "مگر مَیں اس سے بلند تر مقام پر لے جاتا ہوں اور اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ خدا ہے"۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۶)۔ اب فلسفی لاکھ بحث کرے جس کو خدا حاصل ہو جائے اس کے اوپر کوئی دلیل دنیا کی کام نہیں کرتی۔

"تم ذاتی محبت خرید واور اپنے اندر وہ قلق، وہ سوزش، وہ گداز، وہ رقت پیدا کرو جو ایک عاشق صادق کے اندر ہوتی ہے۔ دیکھو کمزور ایمان جو طمع یا خوف کے سہارے پر کھڑا ہو وہ کام نہیں آتا۔ بہشت کی طمع یا دوزخ کا خوف وغیرہ امور پر اپنے ایمان کا تکیہ نہ لگاؤ۔ بھلا کبھی کسی نے کوئی عاشق دیکھا ہے کہ وہ معشوق سے کہتا ہو کہ میں تو تجھ پر اس واسطے عاشق ہوں کہ تو مجھے اتنا روپیہ یا فلاں شے دے۔ ہر گز نہیں۔ دیکھو ایسی طبعی محبت پیدا کر لو جیسے ایک ماں کو اپنے بچے سے ہوتی ہے۔ ماں کو نہیں معلوم ہوتا کہ کیوں بچے سے محبت کرتی ہے اس میں ایک طبعی کشش اور ذاتی محبت ہوتی ہے۔ دیکھو اگر کسی ماں کا بچہ گم ہو جاوے اور رات کا وقت ہو اس کی کیا حالت ہوتی ہے۔ جوں جوں رات زیادہ ہو گی اور اندھیرا بڑھتا جاوے گا اسکی حالت دگرگوں ہوتی جاوے گی گویا زندہ ہی مر گئی ہے۔ مگر جب اچانک اس سے اس کا فرزند مل جاوے تو اس کی وہ حالت کیسی ہوتی ہے ذرا مقابلہ کر کے تو دیکھو۔ پس صرف ایسی محبت ذاتی اور کامل ایمان سے ہی انسان دار الامان میں پہنچ سکتا ہے"۔

یہ آپ میں سے ہر ایک کو تجربہ ہوا ہوگا کہ پیارا بچہ یا بھائی وغیرہ کسی رش میں کچھ دیر کے لئے بھی، تھوڑی دیر کے لئے الگ ہو جائے تو انسان کے اوپر کیسی کیفیت ہوتی ہے، ناقابل برداشت ہوتی ہے۔ جب تک وہ بچہ مل نہ جائے اس وقت تک آپ تصور نہیں کر سکتے کہ انسان کس قسم کی دنیاوی جہنم میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ کابل کے سفر کے دوران میں اپنی بچی فائزہ کی انگلی پکڑ کر اپنے ساتھ لے جا رہا تھا اور کابل میں تو خاص طور پر بچے اغوا بھی ہو جاتے ہیں اس لئے بہت ضرورت تھی۔ اچانک اس نے کوئی چیز دیکھنے کے لئے میری انگلی چھڑائی اور بھاگ کر کسی طرف چلی گئی۔ یہ بھی اللہ کا شکر ہے کہ وہ وہیں کھڑی رہی ادھر ادھر نہیں گئی۔ میں اپنے خیال میں آگے نکل گیا۔ پھر جب دیکھا کہ وہ نہیں ہے تو میں جانتا ہوں جو میری اس وقت حالت تھی۔ ناقابل بیان عذاب میں مبتلا تھا لیکن جب واپس پہنچ کر دیکھا کہ وہ بچی وہیں کھڑی ہے تو اس کا ہاتھ میں نے مضبوطی سے پکڑ لیا۔ اور میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر قسم کے تجارب کو ذاتی طور پر جانتے تھے کیونکہ سچی محبت تھی اور اس محبت کے نتیجہ میں ضروری نہیں کہ ایسے تجربے کسی کو پیش آئیں۔ ایسے شخص کی ہر تجربے پر نظر رہتی ہے۔

"مگر جب اچانک اس سے اس کا فرزند مل جاوے تو اس کی وہ حالت کیسی ہوتی ہے ذرا مقابلہ کر کے تو دیکھو۔ پس صرف ایسی محبت ذاتی اور کامل ایمان سے ہی انسان دار الامان میں پہنچ سکتا ہے۔ سارے رسول خدا تعالیٰ کو اس لئے پیارے نہ تھے کہ ان کو الہامات ہوتے تھے ان کے واسطے مکاشفات کے دروازے کھولے گئے ہیں یا نہیں۔ بلکہ ان کی ذاتی محبت کی وجہ سے وہ ترقی کرتے کرتے خدا کے معشوق اور محبوب بن گئے تھے اسی واسطے کہتے ہیں کہ نبی کی نبوت سے اس کی ولایت افضل ہے"۔

اب ولایت کا ذکر تو نچلے نمبر پہ آتا ہے، سب سے آخری نمبر ہے ولی کا مگر کن معنوں میں کہتے ہیں کہ ولایت افضل ہے۔ مطلب یہ ہے کہ خدا سے محبت ہوتی ہے۔ خدا کا ولی ہوتا ہے تو خدا اس کو اپنا معشوق بناتا ہے۔ نبی بننے سے پہلے خدا تعالیٰ کی سچی محبت دل میں ہونی ضروری ہے۔ اسی کو ولایت کہتے ہیں۔ پس اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ واقعی دوسرے درجہ کا ولی نبی سے افضل ہوتا ہے یہاں ولایت ان معنوں میں ہے کہ اس کو اللہ سے محبت ہو تو وہ محبت اس کو نبی بنانے پر منتج ہو جاتی ہے۔ "اسی لئے ہم نے اپنی جماعت کو بارہا تاکید کی ہے کہ تم کسی چیز کی بھی ہوس نہ رکھو۔ پاک دل اور بے طمع ہو کر خدا کی محبت ذاتی میں ترقی کرو۔ جب تک ذاتی محبت نہیں تب تک کچھ بھی نہیں"۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۳۵، ۱۳۶)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ "اے سُننے والو سنو کہ خدا تم سے کیا چاہتا ہے۔ بس یہی کہ تم اُسی کے ہو جاؤ۔ اُس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرو، نہ آسمان میں نہ زمین میں۔ ہمارا خدا وہ خدا ہے جو اب بھی زندہ ہے جیسا کہ پہلے زندہ تھا۔ اور اب بھی وہ بولتا ہے جیسا کہ پہلے بولتا تھا۔ اور اب بھی وہ سنتا ہے جیسا کہ پہلے سنتا تھا۔ یہ خیال خام ہے کہ اس زمانہ میں وہ سنتا تو ہے مگر بولتا نہیں۔ بلکہ وہ سنتا اور بولتا بھی ہے۔ اُس کی تمام صفات ازلی ابدی ہیں۔ کوئی صفت بھی معطّل نہیں اور نہ کبھی ہو گی۔ وہ وہی واحد لاشریک ہے جس کا کوئی بیٹا نہیں، جس کی کوئی بیوی نہیں۔ وہ وہی بے مثل ہے جس کا کوئی ثانی نہیں اور جس کی طرح کوئی فرد کسی خاص صفت سے مخصوص نہیں اور جس کا کوئی ہمتا نہیں۔ جس کا کوئی ہم صفات نہیں اور جس کی کوئی طاقت کم نہیں۔ وہ قریب ہے باوجود دُور ہونے کے اور دُور ہے باوجود نزدیک ہونے کے۔ وہ تمثّل کے طور پر اہل کشف پر اپنے تئیں ظاہر کر سکتا ہے مگر اس کے لئے نہ کوئی جسم ہے اور نہ کوئی شکل ہے"۔

اب یہ "وہ قریب ہے باوجود دور ہونے کے اور دور ہے باوجود قریب ہونے کے"۔ یہ بعض دوسرے مذاہب کے جو اہل اللہ تھے انہوں نے بھی اسی قسم کی باتیں لکھی ہوئی ہیں اور ایسی باتیں ہیں جو سمجھ نہیں آسکتیں بظاہر۔ وہ شہ رگ سے بھی قریب ہے اور دور اتنا ہے کہ کوئی انتہا اس کو پا نہیں سکتی۔ کسی مذہب کی پہنچ اس کی انتہا کو پا نہیں سکتی۔ پس یہ کیسے ممکن ہے؟ اس لئے کہ وہ خالق ہے اور خالق نے اپنے جیسی کوئی مخلوق نہیں پیدا کی۔ اگر خالق اپنے جیسی مخلوق پیدا کرتا تو وہ بھی پھر خالق ہوتی۔ پس ناممکن ہے کہ خالق کی مثل کوئی ہو۔ وہ بے مثل ہے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "وہ قریب ہے باوجود دُور ہونے کے اور دُور ہے باوجود نزدیک ہونے کے۔ وہ تمثّل کے طور پر اہل کشف پر اپنے تئیں ظاہر کر سکتا ہے"۔ جب کہتے ہیں نا خدا کو دیکھا تو یہ اہل کشف پر خدا کا تمثّل ہوتا ہے۔ کیونکہ انسان اپنے جیسے وجود کو تو دیکھ سکتا ہے، خدا کو تو دیکھ ہی نہیں سکتا۔ تو وہ جو سچے لوگ ہیں ان پر خدا بندے کی صورت میں بعض دفعہ ظاہر ہوتا ہے۔ "مگر اس کے لئے نہ کوئی جسم ہے اور نہ کوئی شکل ہے۔ اور وہ سب سے اوپر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ اس کے نیچے کوئی اَور بھی ہے۔ وہ عرش پر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ زمین پر نہیں۔ وہ مجمع ہے تمام صفات کاملہ کا اور مظہر ہے تمام محامد حقّہ کا اور سر چشمہ ہے تمام خوبیوں کا اور جامع ہے تمام طاقتوں کا اور مبدء ہے تمام فیضوں کا اور مرجع ہے ہر ایک شے کا"۔

"جامع ہے تمام طاقتوں کا"۔ اس کی آسان اردو تو یہ ہے کہ سب طاقتیں اس میں جمع ہیں۔ اور "مبدء ہے تمام فیضوں کا"۔ ہر فیض اسی سے پھوٹتا ہے "اور مرجع ہے ہر ایک شے کا" اور ہر چیز اسی کی طرف واپس لوٹتی ہے۔ "اور مالک ہے ہر ایک ملک کا اور متصف ہے ہر ایک کمال سے اور منزّہ ہے ہر ایک عیب اور ضعف سے۔ اور مخصوص ہے اس امر میں کہ زمین والے اور آسمان والے اسی کی عبادت کریں اور اس کے آگے کوئی بات بھی اَنہونی نہیں۔ اور تمام روح اور اس کی طاقتیں اور تمام ذرّات اور ان کی طاقتیں اُسی کی پیدائش ہیں۔ اُس کے بغیر کوئی چیز ظاہر نہیں ہوتی۔ وہ اپنی طاقتوں اور اپنی قدرتوں اور اپنے نشانوں سے اپنے تئیں آپ ظاہر کرتا ہے اور اس کو اُسی کے ذریعہ سے ہم پا سکتے ہیں اور وہ راستبازوں پر ہمیشہ اپنا وجود ظاہر کرتا رہتا ہے اور اپنی قدرتیں ان کو دکھلاتا ہے۔ اسی سے وہ شناخت کیا جاتا اور اُسی سے اس کی پسندیدہ راہ شناخت کی جاتی ہے"۔

اب خدا ہی سے خدا کی راہ تلاش کی جاتی ہے یہ بظاہر الجھن والا مسئلہ ہے کہ جس کو پایا نہیں اس سے پھر اس کی راہ ڈھونڈیں گے۔ تو دراصل خدا بندے پر اس دنیا میں درجہ بدرجہ اس طرح ظاہر ہوتا رہتا ہے کہ جس راہ پر وہ چلتا ہے وہی راہ آخر خدا تک پہنچا دیتی ہے۔ محاورہ ہے ہر سڑک روم تک جاتی ہے۔ یہ تو یونہی محاورہ ہی ہے کہاں سب سڑکیں روم تک جاتی ہیں۔ کئی لوگوں نے تو خواب میں بھی روم نہیں دیکھا ہوا مگر اللہ تک ہر سڑک پہنچاتی ہے۔ وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا۔ وہ لوگ جو ہماری راہ کی تلاش کرتے ہیں، ہمیں ڈھونڈتے ہیں ہم خود اپنی راہیں اس کو دکھاتے ہیں۔ تو اس طرح گویا ہر چلنے والے کی راہ خدا ہی کی طرف جاتی ہے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو فرماتے ہیں کہ اس سے اس کی راہ تلاش کرو یہ ایک فرضی بات نہیں واقعۃً خدا کی مرضی اور خدا کے فیض کے بغیر اس کی کوئی راہ نہیں مل سکتی مگر ہر چلنے والا مختلف مقام پر ہوتا ہے اور جس مقام پر بھی وہ سفر خدا کی طرف شروع کرتا ہے بالآخر مرنے سے پہلے خدا اس کو اپنے تک پہنچا دیتا ہے۔

"وہ دیکھتا ہے بغیر جسمانی آنکھوں کے اور سنتا ہے بغیر جسمانی کانوں کے اور بولتا ہے بغیر جسمانی زبان کے۔ اِسی طرح نیستی سے ہستی کرنا اس کا کام ہے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ خواب کے نظارہ میں بغیر کسی مادہ کے ایک عالم پیدا کر دیتا ہے"۔ اب یہ بھی ایک مسئلہ ایسا ہے جو سمجھانے کی ضرورت ہے۔ جھوٹے لوگوں کی خوابوں میں بھی ایک عالم دکھائی دیتا ہے لیکن وہ عالم فرضی ہوتا ہے اس کو نور سے کیسے تشبیہ دی جاسکتی ہے۔ لیکن سچے آدمی کی رؤیا سچی ہوتی ہے اور وہ عالم جو رؤیا میں دیکھتا ہے وہ بھی سچا ہوتا ہے چنانچہ جو رویائے صالحہ غیب کی خبریں بتاتی ہیں ان کی یہی مثال ہے۔ اگر انسان سچا ہو تو اس کی خوابیں بھی سچی ہونگی اور ان کے سچے ہونے کی علامت ایسی ہے جو ہر دوسرے شخص کو نظر آتی ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ آئندہ زمانہ میں یہ ہونے والا ہے اس کا وہم و گمان بھی نہیں ہو سکتا اس زمانہ تک اس میں کیا ہوگا۔ جیسا کہ اکثر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رؤیا اور کشوف میں ذکر ملتا ہے ایسے زمانوں کا جن کا آغاز بھی مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں نہیں ہوا تھا مگر آپ نے ان کی پیشگوئیاں کیں اس لئے کہ آپ سچے تھے اور سچے کے کشوف ضرور سچے نکلتے ہیں۔ آپ نے اس وقت یہ پیشگوئی کی کہ "زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار"۔ جبکہ زار انگلستان کی ملکہ کے مقابل پر، انگلستان کے بادشاہ کے مقابل پر دنیا کا عظیم ترین بادشاہ سمجھا جاتا تھا۔ اس وقت ۱۹۰۵ء میں آپ کا یہ پیشگوئی کرنا کہ "زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار" بہت حیرت انگیز بیان ہے۔ "بھی ہوگا" پہ غور کریں کہ ایسا انقلاب آنے والا ہے روس پر کہ زار شاید رہے ہی نہ اور اگر ہوگا بھی تو حالت زار میں ہوگا۔ زار کا حالتِ زار میں ہونا یہ فصاحت و بلاغت کا بھی ایک نشان ہے۔

یہ عجیب اتفاق ہے کہ دنیا کے سب اخباروں میں زار کی تباہی کی خبر اسی فقرہ کے ساتھ شروع ہوئی، اسی فقرہ پر ختم ہوئی کہ زار کی حالت زار۔ اردو میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں زار کی حالت زار۔ انگریزی میں بھی اس کا متبادل استعمال ہوتا تھا اور ہر دنیا کی زبان میں اسی کا متبادل استعمال کیا گیا کہ زار کی حالتِ زار۔ بڑا دردناک واقعہ ہے مگر میں اس کی تفصیل چھوڑتا ہوں۔ وقت تھوڑا ہے۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں جیسا کہ خواب میں بغیر کسی مادہ کے ایک عالم پیدا کر دیتا ہے اب وہ عالم جو پیدا کرتا ہے خدا وہ واقعۃً سچا عالم ہوتا ہے لیکن سچوں کو دکھایا جاتا ہے، جھوٹوں کو جو عالم دکھایا جاتا ہے وہ عالم ہی جھوٹا ہوتا ہے ان کی طرح۔ "اور ہر ایک فانی اور معدوم کو موجود دکھلاتا ہے"۔ فانی سے مراد یہ ہے کہ جو فنا ہونے والا ہے آئندہ کے زمانے میں اور معدوم جو اب غائب ہو چکا ہے۔ تو رؤیا اور کشوف کے ذریعہ ماضی کی خبریں بھی دی جاتی ہیں اور مستقبل کی خبریں بھی دی جاتی ہیں۔ "پس اسی طرح اس کی تمام قدرتیں ہیں۔ نادان ہے وہ جو اس کی قدرتوں سے انکار کرے۔ اندھا ہے وہ جو اس کی عمیق طاقتوں سے بے خبر ہے۔ وہ سب کچھ کرتا ہے اور کر سکتا ہے بغیر ان امور کے جو اُس کی شان کے مخالف ہیں یا اس کے مواعید کے برخلاف ہیں"۔

"سب کچھ کر سکتا ہے" پہ آریہ لوگ یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ خدا اپنے آپ کو مار بھی سکتا ہے؟ تو خدا ہمیشہ کے لئے ہے اس لئے اس کی شان کے خلاف ہے کہ اپنے آپ کو مارے۔ اس کی صفت، صفت سے ٹکراتی نہیں، کوئی تصادم نہیں ہے۔ اس کی بنائی ہوئی کائنات میں بھی کوئی تصادم نہیں تو اس کی صفات میں کیسے تصادم ہو سکتا ہے۔ اس لئے یہ محض جاہلوں کی شوخیاں ہیں کہ اگر وہ ہر چیز پر قادر ہے تو اپنے آپ کو کیوں نہیں مارتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے جواب میں لکھا ہے عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر۔ شے میں مضمون صرف چیز نہیں بلکہ شَاء سے نکلا ہے جس کا مطلب ہے چاہنا۔ وہ ہر اس چیز پر قادر ہے جس کو وہ چاہتا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ کی عجیب شان ہے۔ "بغیر ان امور کے جو اس کی شان کے مخالف ہیں"۔ یہ فقرہ خاص طور پر قابل غور ہے۔ "یا اس کے مواعید کے برخلاف ہیں"۔ مواعید میں وہ خوشخبریاں ہیں جو انبیاء کو دی جاتی ہیں۔ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ بھی ان میں سے ہے۔ اور اس میں وہ پھر کبھی بھی ان باتوں کو انہونی نہیں رہنے دیتا وہ لازماً کر کے دکھاتا ہے۔ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ جو چاہتا ہے وہ ضرور کر کے دکھاتا ہے۔ مگر جو اس کے ڈراوے ہیں ان پر ضروری نہیں کہ وہ عمل کرے۔ وہ ڈراوے جو ہیں وہ توبہ، استغفار سے ٹالے جاسکتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت یونسؑ کی قوم کے مواعید ٹال دیئے گئے۔ تو وہ اپنی خوش خبریوں کو نہیں ٹالتا مگر اپنے انذار کو ضرور ٹال سکتا ہے۔ "اور وہ واحد ہے اپنی ذات میں اور صفات میں اور افعال میں اور قدرتوں میں اور اس تک پہنچنے کے لئے تمام دروازے بند ہیں مگر ایک دروازہ جو فرقانِ مجید نے کھولا ہے"۔ (الوصیت صفحہ ۱۴ تا ۱۷)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "ہمارا زندہ حیّ و قیّوم خدا ہم سے انسان کی طرح باتیں کرتا ہے۔ ہم ایک بات پوچھتے ہیں اور دعا کرتے ہیں تو وہ قدرت کے بھرے ہوئے الفاظ کے ساتھ جواب دیتا ہے۔ اگر یہ سلسلہ ہزار مرتبہ تک بھی جاری رہے تب بھی وہ جواب دینے سے اعراض نہیں کرتا۔ وہ اپنے کلام میں عجیب در عجیب غیب کی باتیں ظاہر کرتا ہے اور خارق عادت قدرتوں کے نظارے دکھلاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ یقین کرا دیتا ہے کہ وہ وہی ہے جس کو خدا کہنا چاہئے"۔ یعنی ان باتوں کی وجہ سے خدا پہچانا جاتا ہے۔ "دعائیں قبول کرتا ہے اور قبول کرنے کی اطلاع دیتا ہے"۔ (نسیم دعوت صفحہ ۸۲)

پھر فرماتے ہیں یاد رکھو کہ "جس میں فیاضانہ زندگی نہیں وہ مُردہ ہے نہ زندہ اور مَیں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کا نام لے کر جھوٹ بولنا سخت بدذاتی ہے کہ خدا نے مجھے میرے بزرگ واجب الاطاعت سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی روحانی دائمی زندگی اور پورے جلال اور کمال کا یہ ثبوت دیا ہے کہ مَیں نے اس کی پیروی سے اور اُس کی محبت سے آسمانی نشانوں کو اپنے اوپر اُترتے ہوئے اور دل کو یقین کے نور سے پُر ہوتے ہوئے پایا"۔ (تریاق القلوب صفحہ ۱۰،۱۱)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلۂ نبوت میں سے اعلیٰ درجہ کا جوانمرد نبی اور زندہ نبی اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبی صرف ایک مرد کو جانتے ہیں یعنی وہی نبیوں کا سردار، رسولوں کا فخر، تمام مرسلوں کا سرتاج جس کا نام محمد مصطفیٰ و احمد مجتبیٰ ﷺ ہے جس کے زیرِ سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزار برس تک نہیں مل سکتی تھی"۔ (سراج منیر صفحہ ۸۲)

پھر فرماتے ہیں: "اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو! اور اے تمام وہ انسانی روحو جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو! مَیں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہے جس کی روحانی زندگی اور پاک جلال کا ہمیں یہ ثبوت ملا ہے کہ اُس کی پیروی اور محبت سے ہم رُوح القدس اور خدا کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں کے انعام پاتے ہیں"۔ (تریاق القلوب صفحہ ۱۱)

اب میں اقتباسات کو مختصر کرتا ہوا کیونکہ وقت ختم ہو رہا ہے، یہ عرض کرتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسانِ کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالم کا عالم مرا ہوا اُس کے آنے سے زندہ ہو گیا، وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیین جناب محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ اے ہمارے خدا! اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداء دنیا سے تُو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔ اگر یہ عظیم الشان نبی دنیا میں نہ آتا تو پھر جس قدر چھوٹے چھوٹے نبی دنیا میں آئے جیسے یونسؑ اور ایوبؑ اور مسیحؑ بن مریم اور ملاکیؑ اور یحییٰؑ اور زکریاؑ وغیرہ وغیرہ ان کی سچائی پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں تھی۔ اگرچہ سب مقرب اور وجیہہ اور خدا تعالیٰ کے پیارے تھے۔ یہ اس نبی کا احسان ہے کہ یہ لوگ بھی دنیا میں سچے سمجھے گئے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَ بَارِكْ و سَلِّمْ وَ آلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اجمعین. وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن"۔ (اتمام الحجۃ صفحہ ۳۶)